بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

عقد حضرت ام کلثوم بنت علیؑ

میر مراد علی خان

وہ لوگ جن کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کسی نہ کسی طرح عظمت آل محمد کو گھٹائیں اور خود ساختہ حدیثوں کے ذریعہ اپنی خود ساختہ ہستیوں کو بلند کریں انھوں نے ایک اور افسانہ گھڑا کہ حضرت عمر نے اپنے خلافت کے آخری دور میں ۱۷ھ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی نواسی اور حضرت فاطمہؑ زہرا کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؑ سے عقد کیا تھا۔ تحقیق کی جائے تو یہ افسانہ ویسا ہی ہے جیسے اور دیگر افسانے وضع کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ۲۰ھ میں حضرت عمر فوت ہوئے اس وقت اُن کی عمر ۶۳ سال بتائی جاتی ہے۔

چنانچہ اپنے اس دعوی کی تائید میں صحیح بخاری کتاب المغازی باب ام سلیط سے یہ حدیث پیش کرتے ہیں: **حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن يونس، عن ابن شهاب، وقال ثعلبة بن أبي مالك: إن عمر بن الخطاب قسم مروطا بين نساء من نساء أهل المدينة فبقى منها مرط جيد، فقال له بعض من عنده: يا أمير المؤمنين أعط هذا بنت رسول الله ﷺ التى عندك، يريدون أم كلثوم بنت علي.**

حضرت عمر جب مدینہ میں چادریں عورتوں میں تقسیم کر رہے تھے جب ایک چادر بچ رہی تو جو لوگ اُن کے پاس بیٹھے تھے اُن میں سے کسی نے (اُن کا نام معلوم نہیں) یوں کہا: امیر المؤمنین یہ چادر آپ آنحضرت ﷺ کی بیٹی کو دے دیجئے یعنی ام کلثوم بنت علی۔ جواب میں حضرت عمر نے کہا: نہیں یہ میں ام سلیط کو دوں گا جنہوں نے احد میں زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ تیسیر الباری صحیح بخاری اردو جلد ۵ ص ۳۲۱۔ مترجم نے عــنــدک کے معنی یہ بتلائی کہ جو آپ کے پاس ہیں۔ اس روایت میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ ام کلثوم وہ جو زوجہ ہیں حضرت عمر کی یا آپ کی زوجہ ام کلثوم کو۔ اس عــنــدک سے یہی اخذ ہوتا ہے کہ جو چادر (عــنــدک) آپ کے پاس ہے یعنی بچ گئی ہے وہ بنت رسول ﷺ کو دیدے دیجئے۔ اس روایت سے یہ بالکل واضح ہے کہ ام کلثوم زوجہ حضرت عمر نہیں ہوسکتی اس لئے کہ کسی کا سفارش کرنا یہ بتلا رہا ہے کہ حضرت عمر کو اس کا علم نہیں تھا کہ اپنی زوجہ ام کلثوم کو چادر کی ضرورت ہے، اور یہ زوجہ تھیں تو حضرت عمر کے گھر کے حالات کا دوسرے کو کیسے علم ہوتا؟۔ چنانچہ اس سفارش کے جواب میں حضرت عمر نے کہا: نہیں یہ میں ام سلیط کو دوں گا جنہوں نے احد میں زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ یہ پانی پلانا حضرت عمر کا چشم دید واقعہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر نے احد میں فرار اختیار کیا تھا اور دور ایک پہاڑ پر بکری کی طرح کود رہے تھے۔

كان يوم أحد هزمنا ففرت حتى صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۷۶۔

استعیاب ص ۷۶۵ ج ۲ **حافظ ابو عمر معروف به ابن عبد البرقرطبی متوفی ۴۶۳ھ** نے دو سلسلوں سے اس عقد والی روایت کو نقل کیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ مکمل راویوں کے ساتھ اور کتابوں میں یہ حدیث نہیں ملی اس لئے صرف اس کتاب کے راویوں پر تبصرہ کرنا مناسب ہے۔

پہلی روایت یوں ہے:۔

پہلی روایت ہے۔ حدثنا عبد الوارث حدثنا قاسم حدثنا الخشني حدثنا ابن أبي عمر حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن محمد بن علي أن عمر بن الخطاب خطب إلى علي ابنته أم كلثوم فذكر له صغرها فقيل له: إنه ردك فعاوده

فقال له علي : أبعث بها إلي ک فإن رضي ت فهي امرأتک فـأرسل بها إلي ه فکشف عن ساقها فقالت: مه والله لولا أنک أمي ر المؤمني ن للطمت عي نک . ۔

عمرابن خطاب نے علیؑ سے اُن کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا تو انھوں نے نے فرمایا: کہ وہ ابھی چھوٹی ہیں۔تو اُن سے کہا گیا: کہ علیؑ نے رشتہ مسترد کر دیا ہے تم دوبارہ رجوع کرو۔علیؑ فرمایا: میں انھیں تمھارے پاس بھیجتا ہوں اگر وہ راضی ہو جائیں تو تم انھیں اپنی بیوی بنالو۔علیؑ نے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا تو انھوں نے اُن کی پنڈلی کو برہنہ کر دیا۔ام کلثوم نے کہا: رک جاؤ اگر تم امیر المؤمنین نہ ہوتے تو میں تمھاری آنکھ پر تھپڑ مارتی۔

دوسری روایت یوں ہے:وذکر ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم عن أبيه عن جده أن عمر بن الخطاب تزوج أم کلثوم بنت علي بن أبي طالب علی مهر أربعين ألفاً . یہ کہ عمرابن خطاب نے ام کلثوم بنت علی سے عقد کیا چالیس ہزار مہر کے عوض۔

أبو عمر : ولـدت أم کـلثـوم بـنت علي لعمر بن الخطاب زيد بن عمر الأکبر ورقية بنت عمر وتوفيت أم کلثوم وابنها زيـد فـي وقـت واحـد وقد کان زي‌د أصيب في حرب کانت بين بني عدي لي‌لاً کان قد خرج لي‌صلح بي‌نهم فضربه رجـل مـنهـم فـي الـظـلمة فشجه وصرعه فعاش أياماً ثم مات وهو وأمه في وقت واحد وصلی علي‌هما ابن عمر **قدمه الـحـسـن بـن عـلـي وکـانـت فيهما سنتان في‌ما ذکروا لم يورث واحد منهما من صاحبه لأنه لم ي‌عرف أولهما موتاً وقد زيد قبل أمـــه مـــما يـلـي الإمـام** .ام کلثوم بنت علی جنم دیا عمرابن خطاب سے زید بن عمر اکبر اور رقیہ بنت عمر کو۔اور ام کلثوم اور اُنکا بیٹا زید ایک ہی وقت میں وفات پا گئے۔زید کو ایک جنگ میں زخم لگے جو بنی عدی کے درمیان ہوئی رات کے وقت وہ اس لئے نکلے تھے کہ اُن کے درمیان صلح کرائیں۔ایک شخص نے اندھیرے میں انھیں مارا اور اُن کے سر کو زمین پر پچھاڑ دیا۔کچھ دن زندہ رہے اس کے بعد وہ اُن کی والدہ ایک ہی دن میں انتقال کر گئے۔اور ابن عمر نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی ،حسن ابن علی نے انھیں آگے بڑھا دیا۔

مبصرین اور نقاد نے کسی بھی روایت کی صداقت کے لئے علم الرجال سے اس روایت کے راویوں کی تحقیق کرنا اہم جانا ہے۔

علامہ ذہبی کی کتاب میزان الاعتدال راویوں کی تحقیق کے سلسلے میں علم الرجال میں ایک مسلّما بے نظیر کتاب ہے۔لہذا اسی کتاب طبع دار المعرفۃ بیروت لبنان کا سہارا لیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:۔

پہلی روایت کے راوی ہیں عبد الوارث:اس سلسلے میں چھ عبدالوارث کا تذکرہ کیا گیا ہے میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۷۷ تا ۶۷۸۔

پہلے عبدالوارث کوفی ہیں ان سے کسی قاسم کی روایت کا ذکر ہی نہیں کیا گیا ہے۔اور بظاہر یہ کہ ابوعمر جو اس روایت سلسلے میں ہیں وہ قرطبہ کے رہنے والے تھے اور یہ یورپ میں واقع ہے ان کو اس عبدالوارث کی روایت نہیں پہنچ سکتی۔

دوسرے عبد الوارث بن سعيد :إلا أنه قدری متعصب لعنرو بن عبيد و کان حماد بن زيد ينهی المحدثين عن الحمل عنه للقدر۔ یہ کہ یہ فرقہ قدری سے تھا اور متعصب تھا اور حماد بن زید محدثین کو تاکید کرتے تھے کہ ان سے کوئی روایت نہیں لینا اس لئے کہ یہ قدری ہیں۔

تیسرے۔عبد الوارث بن صخر الحمصی ۔ مجهول یعنی ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں،

چوتھے۔ عبدالوارث بن غالب: عن ثابت البنانی : لا يعرف والخبر منکر۔ ان کو کوئی نہیں جانتا اور ان کی روایات سے انکار کیا جائے۔

پانچویں ۔ عبد الوارث :ضعفه الدار قطنی۔قال الدار قطنی : يصح هزا وقال الترمذی۔ عن البخاری: عبد الوارث منکر الحديث۔ وقال ابن معين: مجهول والحديث المذکور فرواه مندل: یعنی امام دارقطنی نے کہا کہ ان کے روایات ضعیف ہیں اور امام ترمذی نے بخاری سے بیان کیا

کہ عبدالوارث کے احادیث سے انکار ہے۔ اور ابن معین نے انہیں مجھول کہا ہے۔

چھٹے عبدالوارث ہیں: قال الأزدی لا یکتب حدیثه: لکھا ہے کہ ان کی بیان کردہ احادیث مت لکھو۔

راویان کی فہرست میں دوسرے قاسم ہیں ان کے ولدیت کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ اس لئے کچھ اس سلسلے میں تحقیق کرنے سے معذور ہیں مگر میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۶۸ تا ۳۸۳ میں ہر ایک نام کے ساتھ مجھول یا منکر، یا کذاب، خبیث لا یحتج به ۔ لیس بال متین لکھا ہے۔

تیسرے اس فہرست میں ہیں الخشنی

الحسن بن یحی الخشنی الدمشقی البلاطی: قال ابن معین : لیس بشئ؛ قال النسائی: لیس بثقة؛قال الدار قطنی: متروک؛ أخرجه ابن الجوزی فی الموضوعات۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۵۲۴ سلسله ۱۹۵۸ ۔ مزید وضاحت درکار نہیں ہے۔

چوتھے اس فہرست میں ابن أبي عمر:

عمر بن رياح أبو حفص العبدی البصری۔ وهو عمر بن أبی عمر العبدی :قال الفلّاس: دجال=(Trash)؛قال الدار قطنی: متروک الحدیث؛ وقال ابن عدی : الضعف علی حدیثه بیّن۔ میزان الاعتدال ج۳ ص ۱۹۲ سلسله ۶۱۰۹ ۔

پانچویں راوی ہیں۔ سفیان بن عینة :وکان یدلس(Fraud): مالک ابن عینة یخطی فی نحو:میزان الاعتدال ج۲ ص ۱۷۰ سلسله ۶۱۰۹۔

چھٹے راوی ہیں۔ عمرو بن دینار : البصری: و هو مولی آل زبیر؛ قال أحمد بن حنبل : ضعیف قال ابن معین : ذاهب یعنی متروک؛ وقال مرة: لیس بشئ وقال النسائی : ضعیف۔میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۵۹ سلسله ۶۳۶۶ ۔

یہ تھے پہلے سلسلہ روایت کے راویان، ایک بھی ان میں کا قابل قبول نہیں ہے۔

دوسری روایت کے راویان پر غور کریں۔

ابـن وهب یعنی عبد اللّٰه بن وهب بن مسلم ؛ **میزان الاعتدال ج۲ ص ۵۲۱ سلسله ۴۶۷۷**۔ ان کی سال پیدائش ۱۲۵ھ ہے اور سال وفات ۱۹۷ھ یہ اُس موضوع حدیث کے راویان میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر چار رکعت نماز کو کم کر دیا تھا اور جب ذی الیدین نے تصدیق کی تو آپ ﷺ نے سجدہ سہو کیا تھا۔ صحیح مسلم کتاب المساجد والمواضع ج ۵ ص ۶۷۔ اور امام نووی نے شرح میں لکھا کہ ذی الیدین غزوۂ بدر میں شہید ہو چکے تھے اس لئے یہ حدیث موضوع ہے۔

دوسرے اس سلسلے میں ہیں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم العمری:

عبدالرحمٰن بن زید:

قال ابو یعلی الموصلی : سمعت یحیی بن معین یقول : بنو زید بن أسلم لیس وا بشئ، وروی عثمان الداری ، عن یحیی: ضعیف۔ وقال البخاری : عبد الرحمن ضعفه علی جدا۔ و قال النسائی: ضعیف۔ ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یحیی بن معین نے کہتے تھے کہ زید بن اسلم کے سب لڑکے بے حقیقت اور نا قابل التفات ہیں۔ یہ بھی کہتے تھے کہ زید کے سب لڑکے روایات میں ضعیف ہیں اور بخاری نے کہا ہے کہ عبدالرحمٰن کو علی نے بہت ضعیف کہا اور امام نسائی کہتے تھے کہ عبدالرحمٰن ضعیف راوی ہے۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۶۴ سلسلہ ۴۸۶۸۔

یہ تھے وہ راویان جنہوں نے عقد ام کلثوم کا افسانہ گھڑا۔

اب اس بات کی تحقیق کرنا ہے کہ حضرت عمر کی زوجہ ام کلثوم بعد حضرت عمر ابن خطاب کب تک زندہ رہیں۔ اور حضرت ام کلثوم کی سال وفات کی تحقیق بھی

کر لی جائے تو تمام قصہ واضح ہو جائے گا۔

مورخین لکھتے ہیں أبو عمر : ولـدت أم كـلثـوم بنت علي لعمر بن الخطاب زيد بن عمر الأكبر ورقية بنت عمر وتوفيت أم كـلثـوم وابـنهـا زيـد فـي وقـت واحد وقد كان زيد أصيب في حرب كانت بين بني عدي لي لاً كان قد خرج لي صلح بـي نهم فضربه رجل منهم في الظلمة فشجه وصرعه فعاش أياماً ثم مات وهو وأمه في وقت واحد وصلى علي هما ابن عمر قـدمـه الـحسن بن علي **وكانت في هما سنتان في ما ذكروا لم يورث واحد منهما من صاحبه لأنه لم ي عرف أولهما موتاً وقد زي د قبل أمه مما يلي الإمام** :جناب ام کلثوم کے بطن سے حضرت عمر کے فرزند زید اور رقیہ پیدا ہوئی اور ام کلثوم اور اُن کے فرزند نے ایک ہی دن انتقال کیا۔اس سلسلے میں روایتیں ہیں ایک یہ کہ بعد قتل حضرت عمر یہ اوران سے ایک فرزند زید دونوں ایک ہی وقت میں وفات پا گئے تھے اور اس وقت حضرت امام حسنؑ زندہ تھے اور امام حسنؑ نے عبداللہ ابن عمر کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے کیا۔اصابہ ج ۸ ص ۲۷۵؛استعیاب ج ۲ حالات ام کلثوم بنت علی؛ تاریخ خمیس ج ۲ ص ۳۱۸۔طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۴۰ حالات ام کلثوم۔

واضح رہے کہ امام حسن ۴۹ھ یا ۵۰ھ تک باحیات تھے اس کا مطلب یہ نکلتا ہے حضرت ام کلثوم کی وفات ۴۹ھ سے قبل ہوئی تھی۔

حضرت ام کلثوم کا وجود واقع کربلا ۶۱ھ میں موجود رہنا ایک روشن بات ہے۔ چنانچہ مقتل ابی مخنف اور اخبار الطّوال ابوحنیفہ الدینوری ترجمہ پروفیسر محمد منور طبع مرکزی اردو بورڈ لاہور ص ۴۰۹ کہ جب ولید نے بیعت یزید کے لئے امام حسینؑ کو بلوایا اور امام وہاں سے واپس ہوئے تو لکھتا ہے کہ: جب دن غروب ہوا اور رات تاریک ہوگئی تو حسینؑ نے بھی مکے کی راہ لی۔ان کے ہمراہ اُن کی ہمشیرہ ام کلثوم، زینب، بھائی کے فرزند تھے اور بھائیوں میں سے ابوبکر، جعفر اور عباس تھے؛روضۃ الاحباب ج ۲ ص ۵۸۵؛اور شاہ عبدالعزیز دہلوی سرالشہادتین جس کی شرح اُن کے شاگرد نے تحریر الشھادتین کی ہے ہر ایک میں حضرت ام کلثوم کا ۶۱ھ میں رہنا ثابت ہے۔

اتدرون اى كبد فرثتم لرسول الله : حضرت ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی نے کوفہ والوں سے فرمایا جب انہوں نے امام حسینؑ کو شہید کر دیا۔ارے تم جانتے ہو تم نے رسولؐ اللہ کے کس جگر گوشہ کو پارہ پارہ کر دیا جس سے آنحضرتؐ کبیدہ خاطر ہوئے۔**النهاية فى غريب الحديث ابن الاثير** ج ۳ ص ۴۲۲،لسان العرب ج ۲،ص ۱۶۷۔لغات الحدیث علامہ وحید الزمان حرف ''ف''،ص ۳۶۔

اس سلسلے میں مزید روایتیں بنائی گئیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

محمد بن جعفر بن أبي طالب هذا هو الذي تزوج أم كلثوم بنت علي بن أبي طالب بعد موت عمر بن الخطاب . استعياب ج ۲ ص ۶۰۔

یعنی محمد بن جعفر ابن ابی طالب نے ام کلثوم سے بعد وفات عمر ابن خطاب عقد کیا تھا۔

دوسری روایت یہ ہے قال ابن اسحاق : توفى عنها عمر تزوجها عون بن جعفر بن أبى طالب کہ بعد حضرت عمر آپ نے عون بن جعفر ابن ابی طالب سے عقد فرمایا۔سیر اعلا النبلاء ذہبی ج ۳ ص ۵۰۱۔

طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۶۳ حالات ام کلثوم میں؛ السنن الكبرى البهيقى ج ۷ ص ۷۱؛ تاريخ ابن عساكر ج ۳ ص ۱۷۹ ۔ ثم خـلف على أم كلثوم بعد عمر عون بن جعفر بن أبي طالب بن عبد المطلب فتوفي عنها ثم خلف علي ها أخوه محمد بن جعفر بن أبي طـالـب بـن عبد المطلب فتوفي عنها فخلف علي ها أخوه عبد الله بن جعفر بن أبي طالب بعد أختها زي نب بنت على بن أبى طالب۔

عمر کے بعد اُن سے عون بن جعفر نے عقد کیا وہ بھی مر گئے تو اُن کے بھائی محمد بن جعفر نے اُن سے عقد کر لیا وہ بھی انتقال فرما گئے تو اُن کے بھائی عبداللہ بن جعفر کیونکہ اُسوقت زینب بنت علی انتقال کر چکی تھیں۔

قبل ازایں یہ واضح کر چکے ہیں کہ واقعہ کربلا میں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم دونوں کا وجود ثابت ہے۔

یہ تمام روایتوں اس لئے قابل قبول نہیں کہ عون بن جعفر نے عمر ابن خطاب کے زمانہ میں تستر کی جنگ میں شہادت پائی۔ اُسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۵۷ لکھتے ہی **استشهد بتستر؛ الا صابة ابن حجر عسقلانی** ج ۴ ص ۶۱۸ سلسلہ ۶۱۲۲ میں مزید وضاحت سے لکھتے ہیں **استشهد عون بن جعفر فی تستر و ذلک فی خلافة عمر**۔ یعنی عون ابن جعفر تستر کی لڑائی میں خلافت عمر ابن خطاب میں شہید ہو گئے تھے۔

و أما عون بن جعفر فقتل بتستر۔ المعارف تالیف أبی محمد عبد الله بن مسلم بن قتیبة الدینوری متوفی ۲۶۷ ھ ص ۱۱۹ طبع دار الکتب العلمیة بیروت

محمد بن جعفر کے بارے میں انہیں کتابوں کے حوالے سے۔ **ان محمد بن جعفر یکنی أبا القاسم قیل انه استشهد بتستر**۔ محمد بن جعفر جن کی کنیت اَبا القاسم تھی تستر میں شہید ہو گئے تھے۔ اُسد الغابۃ ج ۴ ص ۳۱۳۔

قول الواقدی إنه استشهد بتستر۔ واقدی کا قول ہے کہ یہ تستر کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ الاصابۃ ج ۴ ص ۷ سلسلہ ۷۷۸۰۔

واستشهد عون بن جعفر وأخوه محمد بن جعفر بتستر استعیاب ج اول ص ۵۵۸

وقتل محمد بن جعفر بن أبي طالب شهيدًا علی تستر تاریخ کامل جلد ۲ ص ۲۵۵۔

واستشهد محمد بن جعفر بتستر: المعارف تالیف أبی محمد عبد الله بن مسلم بن قتیبة الدینوری متوفی ۲۶۷ ھ ص ۱۱۹ طبع دار الکتب العلمیة بیروت۔

وتستر سنة عشرين في خلافة عمر بن الخطاب۔ استعیاب ج اول ص ۲۱۔ تستر لڑائی ۲۰ ھ میں خلافت عمر کے دور میں ہوئی تھی۔

المعارف تالیف أبی محمد عبد الله بن مسلم بن قتیبة الد ینوری متوفی ۲۶۷ ھ ص ۱۲۲ طبع دار الکتب العلمیة بیروت:

وکان سائر بنات علي عند ولد عقیل وولد العباس۔ تمام بیٹیاں علی کے اولاد عقیل اور اولاد عباس سے بیاہی گئیں۔

مختصر یہ کہ ام کلثوم جن سے حضرت عمر نے ۱۷ ھ میں عقد کیا تھا وہ حضرت علیؑ کی صاحبزادی نہیں ہوسکتیں۔ اس کہانی کے وضع کرنے والوں نے اس سے حضرت عمر کی یہ غرض بیان کی کہ اُنھوں نے صرف خاندان رسولؐ سے قرابت پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا۔ لیکن اگر یہ عقد واقع ہوا ہوتا تو بعد کے خلفاء حضرت عمر کی طرح خاندان رسالت میں اپنی شادیاں کرنے کی کوشش بھی ضرور کرتے مگر کسی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اوروں نے اپنی اپنی بیٹیاں رسول ﷺ وآلہ اور آل رسول کو دے کر دنیا میں کافی فائدہ کمایا۔ حضرت عائشہ بنت ابی بکر، حضرت حفصہ بنت عمر؛ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان۔ مامون نے اپنی بیٹی امام محمد تقی سے بیاہ دی اور اپنی حکومت کو بچالیا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى لله على محمد وآله الطيبين الطاهرين